سوال

(32)جب اللہ تعالیٰ ستار ہے غفار رحیم ہے تو پھر قہار کیوں ہے،؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کا یہ اعتراض ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ستار ہے غفار رحیم ہے تو پھر قہار کیوں ہے، وہ ایک شخص کو خود ہی موقعہ دیتا ہے کہ وہ ظلم کرے کسی کو قتل کرے جیسا کہ شمر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا خدا نے خود ہی یہ اس کےلیے مقدر کر رکھا تھا۔ پھر شمر پر قہر نازل کرنا چہ معنی؟ ازراہ کرم اس عقدہ کو ضرور حل کیجئے (محمد اسمٰعیل خاں محمد بشیر خاں از حیدر آباد سندھ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ تقدیر کا مسئلہ ذرا ٹیڑھا ہے۔ اس لیے ہر کس وناقص کی سمجھ میں آنا ذرا مشکل ہے۔ ہاں اس کی ابتدائی منزلوں کو سمجھ لیجئے۔ زیادہ گہرائی میں نہ جائیے۔ خدا تعالیٰ دونوں صفات کا مالک ہے، یعنی وہ رحیم بھی ہے غفور بھی ہے اور اس کی جہ صفت مومنوں کےلیے مختص ہے وہ جبار بھی ہے اور قہار بھی ہے۔ اور یہ وصف منکرین اور کافرین کےلیے مخصوص ہے اس حدتک تو سب کو اتفاق ہے کہ خدا وہی ہو سکتا ہے وجو دونوں صفات کا مالک ہو۔ اور جب تک یہ دونوں صفات یکجا نہ ہوں۔ خدا خدا ہو ہی نہیں سکتا۔ جب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ہر ماں اور ہر باپ میں یہ دونوں اوصاف جمع ہیں۔ وہ اولاد سے محبت وشفقت بھی کرتے ہیں اور کبھی اسے مارتے ہیں اور سرزنش کرتے ہیں۔ یہی حال استاد کا ہے اور یہی حال ہر حکمراں کا۔ اور اس سے نظام عالم قائم ہے۔ پھر اگر خدا میں یہ دونوں وصف موجود ہوں تو اعتراض کیوں؟ اب رہا یہ عقدہ کہ خدا جب جانتا ہے کہ فلا ںیہ کام کرے گا فلاں قاتل ہوگا اور فلاں مقتول، تو پھر ان کا قصور کیا؟ اور ان کو سزا کیسی؟ بات یہ ہے کہ عوام نے تقدیر کا مطلب یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ ایسا کرے، حالانکہ یہ بات سرے ہی سے غلط ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کو نیک وبد دونوں راہیں دکھا دی ہیں اور اسے امتیاز کی توفیق بھی عطا فرما دی ہے، وہ جانتا ہے کہ یہ بچھو ہے یہ سانپ ہے نہ ان کے قریب جاتا ہے نہ ان کے بل میں انگلی دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ شیر ہے بھیڑیا ہے پھاڑ کھائے گا۔ اس لیے ان سے دور دور رہتا ہے اور بچتا ہے۔ مگر اسی طرح جب اسے ستایا جاتا ہے کہ یہ کام برا ہے اس میں تمہاری ہلاکت ہے۔ جوانہ کھیلنا، شراب نہ پینا، چوری نہ کرنا، زنا سے بچنا، قتل وغارت سے دور رہنا۔ مگر وہ ان سے نہیں بچتا تو پھر قصور اس کا اپنا ہے نہ کہ کسی اور کا، آپ نے بہت ہی کم سنا ہوگا کہ کسی نے دیدہ دانستہ بقائمی ہوش وحواس از کود اپنا ہاتھ شیر کے منہ میں دے دیا ہو۔ از خود ہاتھی کےنیچے آ کر کچلا گیا ہو۔ کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا ہو۔ مگر یہ آپ نے عام سنا ہوگا کہ فلاں نے فلاں کو قتل کر دیا، فلاں نے چوری کی، شراب پی، رشوت لی کیوں؟ اس لیے کہ ان کاموں میں اسے مزا آتا ہے شیطان تحریک کرتا ہے۔ رحمان کبھی تحریک نہیں کرتا وہ تو روکتا ہے اس نے روکنے کےلیے پیغمبر بھیجے ان کے نائب چھوڑے اس لیے وہ تو بری الذمہ ہے اور مجرم تو یہ خود ہے اور تقدیر کو محض بہانا بنا رہا ہے تقدیر تو خدا تعالیٰ کے ذاتی علم کا نام ہے، وہ ذاتی طور پر ہر شخص کے متعلق جانتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا، جس طرح ایک استاد جانتا ہے کہ کون کون لڑکا ہوشیار ہے اور کون کون کمزور، کون فیل ہوگا اور کون پاس، مگر محنت کا حکم سب ہی کو دیتا ہے اگر کمزور لڑکا یہ کہے کہ میرے متعلق تو استاد نے کہا تھا کہ یہ فیل ہو جائے گا۔ اب اس میں میرا کیا قصور

ہے؟ توساری دنیا اسے ملامت کرے گی کہ اس میں استاد کا قصور نہیں۔ تیرا ہی قصور ہے، اگر محنت کرتا تو پاس ہو جاتا، استاد کا تو محض اندازہ تھا۔ جو غلط بھی ہو سکتا تھا۔ انسانی اندازے بکثرت غلط ہوتے رہتے ہیں۔ مگر خدائی اندازہ (جیسے تقدیر کا نام دے دیا گیا ہے) کبھی غلط نہیں ہوتو، وہ ہو کر رہتا ہے۔ بس بات اتنی سی ہے جو سمجھ لے وہ مومن ہے نہ سمجھے تو منکر۔ (مولانا عبدالمجید سوہدری رحمۃ اللہ علیہ، اخبار اہل حدیث سوہدرہ جلد نمبر٦ شمارہ نمبر٦)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]

جلد09ص121

محدث فتویٰ